بھاگ ورنہ آدمی کی موت مارا جائے گا

تحریر: سہیل احمد لون

نوے کی دہائی کے آخر میں جرمنی کے شہر فرینکفورٹ میں میری دوستی روبی سنگھ سے ہوئی جس کا تعلق بھارت کے شہر چندی گڑھ سے تھا۔ روبی سنگھ فرینکفورٹ شہر کے وسط میں واقع ایک معروف بار میں ویٹر کا کام کرتا تھا۔ سردار جی بہت ہنس مکھ انسان تھے اور اپنا دکھ بھی ایسے انداز میں بیان کرتے کہ سننے والے کے چہرے پر مسکراہٹ ضرور بکھر جاتی۔ ایک روز سردار جی میرے گھر تشریف لائے اور بولے کہ مجھے تمھاری مدد کی ضرورت ہے۔ سردار جی گزشتہ پانچ برس میں تیسری بار جرمنی آئے تھے اس سے قبل وہ 2 مرتبہ اسائلم کیس منظور نہ ہونے کی وجہ سے ڈیپورٹ کیے جا چکے تھے۔ مگر ان کی بھی ضد تھی کہ یورپ میں ہی زندگی بسر کرنی ہے لہذا وہ اپنی آبائی زمین کا کچھ حصہ بیچتے اور ایجنٹ کے ذریعے جرمنی پہنچ جاتے۔ تیسری مرتبہ قسمت کی دیوی ان پر مہربان ہو گئی اور ان کا اسائلم کیس پاس ہو گیا۔ اب وہ اپنے باپ کو جرمنی بلانا چاہتے تھے جب انہوں نے فارن آفس سے سپانسر کے لیے رجوع کیا تو یہ اعتراض اٹھایا گیا کہ ان کا گھر چھوٹا ہے اس میں اتنی گنجائش نہیں کہ ایک مہمان آ کر رہ سکے۔ چونکہ سردار جی نے اپنے ساتھ گھر میں ایک کتا بھی رکھا ہوا تھا اور قوانین کے مطابق کتے کو بھی گھر میں ایک فرد کی حیثیت حاصل تھی۔ سردار جی نے مجھ سے درخواست کی کہ میں انکے کتے کا اندراج اپنے گھر کرلوں۔ یہ محض کاغذی کارروائی تھی کیونکہ سردار جی کتے کے بغیر اور میں کتے کے ساتھ نہیں رہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے سردار جی کی درخواست سر آنکھوں پر رکھی اور کتے کا اندراج اپنے گھر کے پتے پر کروالیا۔ سردار جی نے کہا کہ اس ملک میں سب سے اچھی چیز یہ ہے کہ انسان کا بچہ یا کتا سب کے لیے بہت مہان ہے یہ کچھ بھی کر دیں تو کسی کے ماتھے پر شکن تک نہیں پڑتی۔ ہمارے دیس میں تو اپنے بچے کے علاوہ دوسرے کے بچے کی غلطی بھی معاف صرف اسی صورت میں کی جاتی ہے اگر بچہ کسی "وڈے صاحب" کا ہو۔ سردار جی نے مزید کہا کہ میری خواہش ہے کہ میرا اگلا جنم کتے کے روپ میں یورپ یا برطانیہ میں جنم ہو۔ میں نے کہا سردار جی یہ کیوں نہیں مانگتے کہ انسان کے روپ میں اگلا جنم یورپ یا برطانیہ ہو۔ سردار جی نے مخصوص انداز میں مسکرا کر کہا یہاں کتے کی سیوا مرتے دم تک ہوتی ہے مگر بندہ بڈھا ہو جائے تو اس کے گھر والے اولڈ ہاؤس چھوڑ آتے ہیں۔ یہاں انسانوں کے اولڈ ہاؤس ہیں مگر کتوں کے نہیں تو میں انسان کی موت نہیں مرنا چاہتا۔ یہاں کتوں کی قدر و منزلت کو دیکھ کر سردار جی کی خواہش کا احترام کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ میں بھی ذاتی طور پر ایک بہت دولت مند بوڑھی عورت کو جانتا ہوں جو لندن کے علاقے ومبلیڈن میں رہتی ہے جس کا کتا ہی اس کی کل کائنات ہے، اس کی وصیت کے مطابق اس کے مرنے کے بعد کتا ہی اس کی جائیداد کا وارث ہو گا۔ وہ کتے کو بڑی قیمتی بگی میں باس کی ٹائی لگا کر بازاروں میں شاپنگ کرواتی ہے۔ کتے جاسوسی، چوکیداری، نابینا حضرات کو چلنے میں مدد دینے، ایئر پورٹس اور بندر گاہوں پر نارکوٹکس کنٹرول ڈیپارٹمنٹ کی معاونت، سراغ رسانی، شکار میں معاونت، کھیل کود میں مدد، تنہائی میں وفادار ساتھی، فیشن شوز، ریس، لڑائی، سرکس، فلموں کے علاوہ مختلف اداروں مخصوص فرائض انجام دیتے تو اکثر دکھائی دیتے ہیں جن سے ان کی اہمیت میں مزید اضافہ ہوتا جا رہا ہے لیکن اب برطانیہ اور کینیڈا میں کتوں کے

لیے ایک مخصوص ٹریننگ سینٹر کھولا جا رہا ہے جہاں کتوں کو ایسی تربیت دی جائے گی کہ وہ انسان کو سونگھ کر شوگر لیول بتا سکیں گے۔ یعنی مستقبل میں ذیابیطس کے مریضوں کو دن میں بار بار اپنے آپ کو سوئیاں مار کر خون نکال کر شوگر ٹیسٹ کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی یہ کام ایک تربیت یافتہ کتا ان کے جسم کو سونگھ کر ہی کر دے گا۔ کینیڈا میں اس سال نومبر سے مخصوص تربیت یافتہ کتے انسانی جان بچانے میں مدد کے لیے شوگر لیول چیک کرنا شروع کر دیں گے۔ وہ انسان کا پسینہ یا سانس کی ہوا سونگھ کر زمین پر پنجہ مار کر یا بھونک کر اس بات کا اعلان کریں گے کہ شوگر لیول زیادہ یا کم ہے۔ اس کے علاوہ وہ ضرورت پڑنے پر شوگر کٹ بھی مریض تک پہنچا سکیں گے۔ شوگر کے علاوہ بھی مختلف قسم کے طبی ٹیسٹ کتوں سے کروانے کا سوچا جا رہا ہے۔ ہمارے ہاں درآمد شدہ چیزوں کی قدر و منزلت ویسی ہے جیسی یورپ میں کتوں کی، اگر لیبارٹری نما کتوں کو بھی امپورٹ کر لیا گیا تو ہماری لیبارٹریز کا وہی حال ہو گا جو بھارتی فلموں کے پاکستان میں لگنے سے پاکستانی فلم انڈسٹری کا ہوا۔ ہمارے علماء ہو سکتا ہے اس پر بھی کوئی فتوی جاری کر دیں کہ کتے سے ٹیسٹ کروانا جائز نہیں۔ اس کے علاوہ بنیاد پرست اور شدت پسند گروہ مسلمانوں کے خلاف یہودیوں کی کوئی سازش بھی قرار دے سکتے ہیں۔ طالبان کو یہ گمان ہو سکتا ہے کہ کہیں یہ چار ٹانگوں والے ڈرون ہی نہ ہوں جن کی مدد سے ان کی نقل و حرکت پر نظر رکھی جا سکتی ہو۔ ایسے میں چین بھی اپنے لیبارٹری نما کتے مارکیٹ میں لانچ کر سکتا ہے۔ اگر ان کا حال بھی چائینہ والے موبائل کی طرح ہوا تو گورکن کے کاروبار کی چاندی ہو جائے گی۔ ہماری یہ خوش قسمتی ہے کہ وطن عزیز میں زیادہ تعداد نوجوان نسل کی ہے، دراصل نوجوان نسل کا حال دیکھ کر کسی بھی ملک کے مستقبل کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ بدقسمتی سے ہماری نوجوان نسل صحت، تعلیم اور انصاف کی بنیادی سہولیات کو ترس رہی ہے۔ طبقاتی نظام کی چکی میں پسی ہوئی نوجوان نسل کھلی فضاء میں صاف ہوا کو بھی ترس رہی ہے کیونکہ بارود کے دھوئیں نے فضاء کو آلودہ کر دیا ہے۔ مہذب اور ترقی یافتہ معاشرے میں کتے بھی کام کاج کرتے نظر آتے ہیں مگر ہمارے نوجوان بے روزگاری کی وجہ سے جرائم کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں یا حالات کی ستم ظریفی کا شکار ہو کر مریض بن جاتے ہیں۔ اپنے کتے تو آج بلھے شاہ کے کتوں کی طرح نہ تو مالک کا در چھوڑ رہے ہیں اور نہ ہی سو سو جوتے کھانے سے باز آ رہے ہیں۔ حالانکہ افلاطون کا خیال ہے کہ کتا ہر فیصلہ علم کی بنیاد پر کرتا ہے لیکن شاید اپنے کتے ان پڑھ تو ہیں ہی جاہل بھی ہیں۔ سو انہیں سوائے چوکیداری کے کوئی کام نہیں آتا اور آخر میں بھلے شاہ کے کتوں کی طرح بازی بھی لے جاتے ہیں۔ اب روبی سنگھ نے تو اگلے جنم میں کتا بن کر یورپ میں پیدا ہونے کی خواہش ظاہر کر دی ہے لیکن ہمارے دین میں دوسرے جنم کا کوئی تصور سرے سے موجود نہیں البتہ دوسرے جہاں کا ضرور ہے لیکن اُس کا کسی کو خیال نہیں۔ سو دہشت گردی کے خلاف ریاست کی بے بسی اور بے حسی دیکھ کر نوجوان نسل روبی سنگھ کی طرح یہ خواہش تو کر سکتی ہے کہ وہ انسان کی موت نہیں مرنا چاہتے۔ کراچی کی ایک شاعر نے شہر کی صورت حال پر کیا خوبصورت شعر کہا تھا

بھاگتے کتے نے اپنے ساتھی کتے سے کہا

بھاگ......ورنہ آدمی کی موت مارا جائے گا

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن-سرے

sohailloun@gmail.com

21-08-2013.